ترکی کا موجودہ دستور

پروفیسر لوزی ایرن پرنسٹن یونیورسٹی

پہلی جنگ عظیم کے بعد صدیوں کی شہنشاہیت کے بعد ترکی میں جمہوریت قائم کی گئی۔ پہلا جمہوری دستور وہاں ۱۹۲۴ء میں نافذ ہوا۔ شروع میں جمہوری ترکی کے بانی اتاترک مصطفیٰ کمال نے صرف ایک سیاسی پارٹی کی اجازت دی، جس کے سربراہ وہ خود تھے، اس کے بعد عام جمہوری اصولوں کے مطابق ایک سے زیادہ سیاسی پارٹیاں وجود میں آئیں اور اُن میں انتخابی مقابلے ہونے لگے۔ ۱۹۶۰ء میں ڈیموکریٹک پارٹی برسراقتدار تھی۔ پارلیمنٹ میں اُس کی غالب اکثریت تھی، لیکن اس کے باوجود ڈیموکریٹک حکومت کے خلاف ترکی کے بڑے بڑے شہروں میں مظاہرے ہوئے، اور اُن کے نتیجے میں فوج نے حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ اِس فوجی انقلاب کے بعد ترکی میں جو نیا دستور بروئے کار آیا، ایک ترک مصنف کی کتاب TURKEY TODAY AND TOMORROW سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ پوری کتاب کو اُردو میں شائع کرنے کا بھی انتظام ہو رہا ہے۔ (مدیر)

فوجی حکومت نے عنانِ اقتدار سنبھالتے ہی قوم کو یہ یقین دلایا کہ وہ جمہوریت سے وفادار رہے گی۔ ڈیموکریٹک پارٹی کی حکومت کے خاتمہ کے اگلے دن جنرل جمال گرسل نے اعلان کیا کہ انقلاب کا واحد مقصد یہ ہے کہ ملک میں جلد از جلد پاک وصاف اور ٹھوس جمہوریت بحال کر دی جائے۔ انہوں نے ایک نئے انتخابی قانون کا وعدہ کیا اور یقین دلایا کہ ملک کی حکومت ان لوگوں کو منتقل کر دی جائے گی جنہیں عوام آزادانہ انتخاب کے ذریعہ منتخب کریں گے۔

ملّی اتحاد کی کمیٹی نے اس سلسلہ میں پہلا کام یہ کیا کہ استانبول یونیورسٹی کے کچھ پروفیسروں کو ایک نیا دستور وضع کرنے پر مامور کیا۔ لوگوں میں یہ احساس عام تھا کہ جمہوریت کی ناکامی کا سبب دستور کی خرابی تھا جو ۱۹۲۴ء کے ماحول کی پیداوار تھا۔ قبل ازیں انقلابی قوم پرستوں نے جو ماضی کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دینے کا تہیہ کئے ہوئے تھے، پارلیمنٹ کو قوم کے واحد نمائندہ ادارے کی حیثیت سے مکمل اور مطلق اختیارات دے دیئے تھے۔ یہ اختیارات جو غیر مشروط تھے، قانون سازی کے شعبہ میں بھی تھے اور انتظامیہ کے

شعبہ میں بھی۔

اُس وقت ایک ایسے مؤثر اور فوری اقدام کی ضرورت تھی کہ پُرانا نظام بھی تباہ ہو جائے اور اس کی جگہ نیا نظام بھی قائم ہو جائے۔ ایک ایسی پارلیمنٹ کے قیام سے جسے قانون سازی اور انتظامی دونوں قسم کے مکمل اختیارات حاصل تھے، مصطفیٰ کمال کو "ایک نئی قوم، ایک نئی مملکت اور ایک نئی ذہنیت" کی تخلیق کے لئے مکمل اختیارات حاصل ہو گئے تھے۔ لیکن جماعتی نظام میں پارلیمنٹ کے غیر محدود اختیارات کا نتیجہ ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کی شکل میں نمودار ہوا۔ قومی اسمبلی میں قطعی اکثریت کی حامل جماعت نے کسی روک ٹوک کے بغیر اختیار مطلق حاصل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ بنیادی انفرادی آزادیوں کی ضمانت بھی اس عمل کو نہیں روک سکی۔

نیا دستور اس نامساعد تجربے کے دباؤ میں وضع کیا گیا۔ ۱۹۲۴ء میں یہ خواہش غالب تھی کہ اکثریت کو وسیع اختیارات دیئے جائیں۔ ۱۹۶۰ء میں اصل کوشش یہ تھی کہ اکثریت کو حدود میں پابند رکھا جائے۔ اسی لئے موجودہ دستور میں بنیادی حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ پُرانے دستور میں یہ سب سے آخری حصہ تھا، جہاں بہت کم نظر جاتی تھی۔ نئے دستور میں اسے پہلا مقام دیا گیا۔ نہایت شرح کے ساتھ ان حقوق کی وضاحت کی گئی اور ان کی خلاف ورزی کو ناممکن بنانے کے لئے ضمانتیں شامل کی گئیں۔ چناں چہ اسی مقصد کے تحت ایک دستوری عدالت قائم کی گئی ہے۔ عدلیہ کی آزادی کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اور سول سروس اور یونیورسٹی کی آزادی کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انتخاب میں ووٹوں کی نسبت کے مطابق نمائندگی کا طریقہ رائج کر کے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ کوئی ایک پارٹی بہت بھاری اکثریت حاصل کرنے کی پوزیشن میں نہ رہے۔ اور قومی اسمبلی کی طاقت کو متوازن کرنے کے لئے ایک سینٹ بھی قائم کی گئی ہے۔

موجودہ دستور کی پہلی دو دفعات میں مملکت ترکی کے نظام حکومت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"ترک مملکت ایک جمہوریہ (ری پبلک) ہے۔ ترک جمہوریہ ایک قومی جمہوری نامذہبی (سیکولر) اور سوشل سٹیٹ ہے، جس پر قانون کی حکمرانی ہے جس کی بنیاد انسانی حقوق پر ہے ...."

۱۸۷۰ء میں دستوری دور شروع ہونے کے بعد سے یہ پانچویں دستوری دستاویز ہے۔ عثمانی سلطنت کے دوران دو اور جمہوری عہد میں تین دستور وضع کئے گئے۔

پہلا دستور عبدالحمید دوم نے ۲۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو نافذ کیا اور ۱۳ فروری ۱۸۷۸ء کو ایوان نمائندگان کو برخاست کر کے دستور کو تیس سال کے لئے تعویق میں ڈال دیا۔ ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء کو نوجوان ترکوں نے

اسے پھر بہ نوکِ سنگین بحال کرایا۔ عثمانی پارلیمنٹ نے ۲۱ راگست ۱۹۰۹ء کو اسے ترامیم کے بعد نافذ کیا اور ۱۶ رمارچ ۱۹۲۰ء کو سلطنت کے خاتمہ کے سرکاری اعلان تک یہی دستور نافذ رہا۔ ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء کو کمالی قوم پرستوں نے نئے ترکی کا پہلا دستور وضع اور منظور کیا۔ ۲۹ راکتوبر ۱۹۲۳ء کو وہ دستور نافذ ہوا، جس کے ذریعہ ترکی کو ایک جمہوریہ بنا دیا گیا تھا۔ لیکن جس دستاویز کو ترکی کا پہلا دستور کہا جاتا ہے، اس پہ ۲۰ ر اپریل ۱۹۲۴ء کی تاریخ مندرج ہے۔

موجودہ دستور کو جس کا مسودہ استانبول یونیورسٹی کے کچھ پروفیسروں نے تیار کیا تھا، ۶ رجنوری ۱۹۶۱ء کو انقرہ میں ملی اتحاد کمیٹی کی طلب کردہ دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسمبلی نے ۲۷ رمئی ۱۹۶۱ء کو اپنا کام مکمل کر لیا۔ اور ۹ رجولائی ۱۹۶۱ء کو قوم نے استصواب عام کے ذریعہ اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس رائے شماری میں ۸۳ فی صدی رائے دہندگان نے حصہ لیا۔ ترکی میں رائے دہندگان کی کل تعداد ۱۲۷۳۵۰۰۹ تھی۔ ان میں سے ۱۰۳۲۲۱۶۹ نے اپنا ووٹ استعمال کیا۔ ان میں سے ۱۰۲۸۲۵۶۱ کے بیلٹ پیپر درست پائے گئے۔ دستور کے حق میں ۶۳۴۸۱۹۱ ووٹ آئے اور مخالفت میں ۳۹۳۴۳۷۰۔ منظوری کے بعد اس دستاویز کو گزٹ میں شائع کر کے "ترک جمہوریہ کے دستور" کی حیثیت سے نافذ کر دیا گیا۔ ترکی کی قومی اسمبلی (مجلس کبیر ملی) کے قیام، اس کے لئے انتخاب اور اس کے اجلاس کے متعلق دفعات ۱۵ راکتوبر ۱۹۶۱ء سے نافذ العمل ہوئیں۔

دفعہ ۶۳ جس کا تعلق جمہوریہ کی حکومت کی بنیادی تنظیم سے ہے، مجلس کبیر ملی یعنی پارلیمنٹ کے فرائض اور اختیارات کے بیان سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں پارلیمنٹ کے غیر مشروط اقتدار اعلیٰ کا کوئی ذکر نہیں۔ اور صرف یہ بیان کر دینا کافی سمجھا گیا ہے کہ "پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ پر مشتمل ہے" قانون سازی کا اختیار مجلس کبیر ملی کو ہے۔ وہ قوانین وضع کرتی، ان میں ترمیم کرتی اور انہیں نافذ اور منسوخ کرتی ہے۔ بجٹ پر بحث کرتی اور اسے منظور کرتی ہے۔ بین الاقوامی معاہدوں کی توثیق کرتی اور جنگ اور امن کا اعلان کرتی ہے۔ آخری مقصد کے لئے دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس ہوتا ہے۔ وزیر اعظم یا کابینہ کے کسی رکن کے بارے میں تحقیقات کے لئے بھی دونوں ایوانوں کے مشترکہ مکمل اجلاس ضروری ہیں۔ صدر کے خلاف مذمت اور برطرفی کے فیصلہ کے لئے بھی دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس ضروری ہے۔ ان حالات کے سوا عام حالات میں دونوں ایوانوں کے اجلاس علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ لیکن ایک کا اجلاس منعقد ہو رہا ہو تو دوسرے کا اجلاس بھی ضروری

قرار دیا گیا ہے۔

دونوں ایوانوں کا اجلاس ہر سال یکم نومبر کو شروع ہوتا ہے کسی کے طلب کئے بغیر ہی۔ سال میں کم از کم سات مہینے ان کے اجلاس ضروری ہیں۔ صدر جمہوریہ، وزراء کی کونسل اور ہر ایوان کے صدر کو تعطیل ختم کر کے اجلاس طلب کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایوان کے کل ممبروں کا پانچواں حصہ بھی اجلاس طلب کر سکتا ہے۔

بیماری، بیرونی سفر یا موت کے سبب صدر جمہوریہ کی غیر حاضری میں سینٹ کا چیرمین ان کے فرائض سنبھال لیتا ہے۔ لیکن وزراء کی کونسل کو برطرف کرنے کا اختیار قومی اسمبلی ہی کو حاصل ہے۔ صرف قومی اسمبلی ہی کو کابینہ کے پروگرام پر اعتماد کا ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ حکومت کو برطرف کرنے کے اختیارات میں سینٹ حصہ دار نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کے لئے قومی اسمبلی کے مکمل اجلاس میں قطعی اکثریت کے ذریعہ فیصلہ ضروری ہے۔ انتظامیہ کے متعلق سوالات، عام پالیسی پر بحث اور پارلیمانی تحقیقات شروع کرنے کے اختیارات دونوں ایوانوں کو ہیں۔

مالیاتی امور میں دونوں ایوانوں کے مابین اختیارات کی تقسیم کی دستور میں یوں وضاحت کی گئی ہے: "وزراء کی کونسل مالیاتی سال شروع ہونے سے کم از کم تین ماہ قبل قومی بجٹ کا تخمینہ مجلس کبیر ملّی کے سامنے پیش کرے گی۔" دونوں ایوان پچاس ممبروں پر مشتمل ایک بجٹ کمیٹی مقرر کرتے ہیں۔ ان میں سے کم از کم ۱۵ سینٹ کے رکن ہونے چاہئیں۔ اس کمیٹی کو بجٹ کے مسودے پر غور کر کے اپنی تجاویز تیار کرنے اور انھیں سینٹ کے سامنے پیش کرنے کے لئے آٹھ ہفتے کی مہلت دی جاتی ہے۔ سینٹ کا منظور کیا ہوا مسودہ پھر بجٹ کمیٹی کے پاس واپس آتا ہے، جو اپنی آخری تجاویز قومی اسمبلی کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس طرح مالیاتی امور پر سینٹ کے رکن بحث و مباحثہ کر سکتے ہیں لیکن آخری فیصلہ قومی اسمبلی یا ایوانِ زیریں ہی کو کرنا ہوتا ہے۔

دوسرے قوانین بنانے کے معاملہ میں سینٹ کے اختیارات کسی قدر زیادہ واضح ہیں۔ دستور کی رو سے کسی مجوزہ قانون پر پہلے غور کرنے کا حق قومی اسمبلی کو حاصل ہے۔ لیکن اسمبلی کا فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو، ہر قانون کو سینٹ کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ اور جب دونوں ایوان منظور کر لیں تو متعلقہ تجویز قانون کا درجہ حاصل کرتی ہے۔ لیکن اگر قومی اسمبلی سینٹ کی کسی تجویز یا ترمیم کو مسترد کر دے تو ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی جاتی ہے، جس میں اسمبلی اور سینٹ کے ممبر مساوی تعداد میں ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی ایک مسودہ تیار کر کے قومی اسمبلی کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس کے بعد اسمبلی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مزید تبدیلی کے بغیر یا اسے منظور کرے یا اپنی اصل تجویز اور سینٹ کی تجویز

میں سے کسی ایک کو منظور کرے ۔ دوسری طرف اگر قومی اسمبلی کسی تجویز کو مسترد کر دے اور سینٹ اسے منظور کرے تو قومی اسمبلی کے لئے اپنے سابقہ فیصلہ پر نظر ثانی کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وہ اسے دوبارہ مسترد کر دے تو یہ تجویز کالعدم ہو جاتی ہے۔

اگر سینٹ کی قطعی اکثریت کسی تجویز کو مسترد کر دے تو اسے منظور کرنے کے لئے اسمبلی کی قطعی اکثریت کی منظوری درکار ہے۔ اگر سینٹ کے مکمل اجلاس میں کوئی مسودہ دو تہائی اکثریت سے مسترد کر دیا جائے تو وہ اسی حالت میں قانون بن سکتا ہے کہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت اسے منظور کرے۔

ان دفعات کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کوئی قانون عجلت میں نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ سینٹ کو حقیقت میں قانون سازی کا اختیار استعمال کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ ڈیموکریٹک پارٹی نے جس طرح اکثریت کے بل پہ زبردستی سیاسی سرگرمیوں کو محدود کرنے والے قوانین منظور کرائے تھے، ان سے سبق حاصل کرتے ہوئے دستور بنانے والوں نے ایک اور احتیاطی دفعہ شامل کی ہے جس کا تعلق قانون سازا ور مقامی انتظامیہ کے اداروں اور سیاسی جماعتوں کے انتخاب پر اثر ڈال سکنے والی قانون سازی سے ہے۔ چناں چہ دفعہ ۹۲ کے آخری پیراگراف میں کہا گیا ہے کہ اگر ایسے کسی قانون کے متعلق سینٹ کی تجویز کو قومی اسمبلی مسترد کر دے اور اس کی وجہ سے ایک مشترکہ کمیٹی کا قیام ضروری ہو جائے تو اس کمیٹی کی رپورٹ پر دونوں ایوانوں کے پورے اجلاس میں بحث کی جائے گی اور ایسے ہی اجلاس میں اس پہ کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

دونوں ایوانوں کی ساخت اور انتخابی شرائط مختلف ہیں۔ قومی اسمبلی کے لئے کم سے کم عمر ۲۰ سال ہے جب کہ سینٹ کے لئے ۴۰ سال عمر ہونا ضروری ہے۔ قومی اسمبلی کے انتخاب میں ہر خواندہ شہری حصہ لے سکتا ہے لیکن سینٹ کے انتخاب میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص ہی حصہ لے سکتے ہیں۔ اسمبلی کے رکن چار سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ سینٹ کے رکن چھ سال کے لئے۔

ایک ہی سینٹ ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ کیوں کہ اس کے ایک تہائی رکن ہر دو سال کے بعد ریٹائر ہوتے ہیں اور دوسرے ان کی جگہ منتخب ہوتے رہتے ہیں۔ قومی اسمبلی کے اراکین کی تعداد ۴۵۰ ہے۔ سینٹ کے منتخب رکن ۱۵۰ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۵ ایسے اراکین کو صدر نامزد کرتا ہے، جنہوں نے مختلف شعبوں میں ملک کی نمایاں خدمت کی ہو۔ ان میں سے کم از کم ۱۰ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی بھی سیاسی جماعت کے رکن نہ ہوں۔ ایک اور دفعہ کے ذریعہ ملی اتحاد کی کمیٹی کے چیئرمین اور اراکین کو عمر بھر کے لئے سینٹ کی بلحاظ عہدہ رکنیت

کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن کسی سیاسی جماعت سے وابستگی اختیار کرتے ہی وہ اس حق کو کھو بیٹھیں گے۔ جمہوریہ کے ہر سابق کو بھی اسی نوع کی رکنیت کا حق دیا گیا ہے۔ قومی اسمبلی کے اراکین متناسب نمائندگی کی بنیاد پر منتخب ہوتے ہیں، جب کہ سینٹ کے انتخاب اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔

دستور میں دونوں ایوانوں کے فرق کو واضح کرنے کے بعد ان دفعات کو شمار کیا ہے، جن کا دونوں ایوانوں پر یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ دونوں کے صدر جماعتی سیاست میں حصہ نہیں لے سکتے۔ انہیں دو سال کی میعاد کے لئے اور دو تہائی اکثریت کے ذریعہ منتخب کیا جاتا ہے۔ اگر دو مرتبہ رائے شماری کے بعد بھی کسی کو دو تہائی اکثریت حاصل نہ ہو، تب کامیاب امیدوار کے لئے قطعی اکثریت ضروری ہے یعنی ایک سے زیادہ امیدواروں کی شکل میں کامیاب امیدوار کے ووٹ سب مخالف امیدواروں کے مجموعی ووٹوں سے زیادہ ہونے چاہئیں دونوں ایوانوں کے ممبروں کو ایک ہی حلف اُٹھانا پڑتا ہے، جس کے ذریعہ وہ "مملکت کی آزادی، قوم اور وطن کی سالمیت" کا تحفظ کرنے کا اور مملکت کے غیر مشروط اقتدار اعلیٰ اور ایک جمہوری اور لادینی مملکت کے اصولوں سے وفاداری کے پابند رہنے کا عہد کرتے ہیں۔

سب کی تنخواہیں برابر ہیں۔ کسی ممبر کی تنخواہ سب سے زیادہ تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کی تنخواہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ جب کہ سفر کا الاؤنس تنخواہ کے نصف سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ کسی ممبر کے خلاف اس کے ووٹ یا بیانات کی بنا پر کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ نہ اسمبلی کے اندر ظاہر کئے ہوئے خیالات اور نظریات کی بنا پر اور نہ اسمبلی سے باہر ان کے اعادے اور انکشاف کی بنا پر کسی ممبر کو اپنے انتخاب سے پہلے یا اس کے بعد کئے ہوئے جرائم کی بنا پر حراست میں لیا جا سکتا ہے نہ اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔

دونوں ایوانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کسی رکن کو ان خصوصی مراعات یا ووٹ کے حق سے محروم کر دے۔ لیکن اُسے آئین کی ایک دفعہ کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ دستوری عدالت کے سامنے اپیل کرے اور اس اقدام کے دستور یا اسمبلی کے بائی لاز کے منافی ہونے کی بنا پر کالعدم ہونے کا مطالبہ کرے۔ ایوانوں میں بحث کھلے اجلاسوں میں ہوتی ہے اور ہر ایوان کی کارروائی کا ریکارڈ میں حرف بحرف درج ہونا ضروری ہے۔ دونوں اگر چاہیں تو بند اجلاس بھی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں کارروائی کی اشاعت ایوان کی مرضی پر ہوگی۔ کورم کے لئے پورے اجلاس کی نصف سے زیادہ تعداد کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ حاضر ممبروں کی قطعی اکثریت کا فیصلہ کورم کا فیصلہ سمجھا جاتا ہے۔ دونوں ایوانوں کے انتخاب صرف جنگ کے دنوں میں ملتوی کئے

جا سکتے ہیں اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لئے ۔ اسمبلی کے ضمنی انتخاب ہر دو سال کے بعد سینٹ کے انتخاب کے ساتھ کراتے جاتے ہیں۔ دونوں ایوانوں کے انتخابات کی نگرانی عدلیہ کرتی ہے ۔ عدلیہ اور فوج کو انتخابات میں کسی قسم کا دباؤ ڈالنے سے باز رکھنے کے لئے دستور کی ایک دفعہ کے ذریعہ ججوں، فوج کے افسروں، فوجی ملازموں اور نان کمیشنڈ افسروں کے لئے امیدوار کی حیثیت سے پیش ہونے سے پہلے اپنے عہدوں سے مستعفی ہونا ضروری ہے۔ لیکن دوسرے سرکاری ملازموں کو استعفیٰ دیئے بغیر انتخاب لڑنے کی اجازت ہے ۔ بشرطیکہ ایک خاص قانون کے ذریعہ اسمبلی یہ فیصلہ کر دے کہ ان امیدواروں کے انتخاب میں حصہ لینے سے انتخابات کی آزادی کو کوئی خطرہ نہیں۔

دستور کی رُو سے انتظامیہ اور مقننہ کو بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے ۔ متعلقہ دفعہ میں کہا گیا ہے کہ انتظامی فرائض صدر جمہوریہ اور وزراء کی کونسل قانون کی حدود کے اندر انجام دیں گے ۔ صدر اگرچہ انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے لیکن اس کی حیثیت برائے نام ہے۔ اصل اختیارات وزیر اعظم اور وزراء کی کونسل کو حاصل ہیں۔

دستور کی ایک دفعہ کے مطابق صدر سات سالہ مدت کے لئے منتخب ہوتا ہے ۔ اس کے لئے اسمبلی کا ممبر ہونا ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ اس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہونی چاہیئے ۔ اس کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا بھی ضروری ہے۔ صدر کے لئے جس کا انتخاب خفیہ بیلٹ سے دونوں ایوانوں کے اراکین کرتے ہیں ، دو تہائی اکثریت حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر دو بار ووٹنگ میں بھی مطلوبہ اکثریت حاصل نہ ہو تو پھر قطعی اکثریت کافی ہے ۔ منتخب ہوتے ہی صدر اسمبلی کی رکنیت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے لئے اپنی جماعت کی رکنیت سے مستعفی ہو جانا بھی ضروری ہے ۔ اس کے لئے "ہر قسم کی عصبیت اور جانب داری سے بلند رہنے" اور "قانون کی حکومت اور انسانی حقوق پر مبنی ایک جمہوری مملکت کے اصولوں" پر عمل پیرا ہونے کا حلف اُٹھانا بھی ضروری ہے۔

سربراہ مملکت کی حیثیت سے صدر، ترک جمہوریہ اور ترک قوم کی یکجہتی کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ تمام قومی تقریبات کی صدارت کرتا ہے۔ تمام قانون وہی نافذ کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے قانون منظور کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ قومی اسمبلی کا منظور کیا ہوا بل قانون کا درجہ حاصل کرنے کے لئے تمام ضروری تقاضے پورے کر لیتا ہے۔ صدر کو صرف یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی قانون کو دوبارہ غور کے لئے اسمبلی کے پاس واپس بھیج سکے۔ صدر دوسرے ملکوں میں ترکی کے نمائندے مقرر کرتا ہے۔ اور دوسرے ملکوں کے نمائندوں کا

ترکی میں تقرر منظور کرتا ہے۔ بین الاقوامی معاہدوں کی وہ توثیق کرتا ہے۔ وہ قید کی سزاؤں کو معاف کر سکتا ہے لیکن صرف شدید علالت اور معذوری کی بنا پر۔ اگرچہ تمام قوانین اور فرمانوں اور تقرریوں کے ضوابط پر صدر کے دستخط ہوتے ہیں، لیکن وہ ان کے لئے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ ہیں اس کے فرائض۔ اسے صرف ملک سے غداری کی بنا پر برطرف کیا جا سکتا ہے۔

صدر کو انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے اصل اہمیت وزیر اعظم کے تقرر کے اختیار اور وزرار کی کونسل کی صدارت کرنے کی وجہ سے حاصل ہے۔ دستور کے مطابق وزیر اعظم کو صدر مقرر کرتا ہے۔ اور وزیر اعظم کے نامزد کئے ہوئے وزرار کو بھی وہی مقرر کرتا ہے۔ اگرچہ صدر کی جانب سے وزیر اعظم کی نامزدگی زیادہ تر برائے نام ہی ہوتی ہے۔ لیکن ایسی صورت میں کہ کسی جماعت کو اکثریت حاصل نہ ہو اور مخلوط حکومت کا قیام ضروری ہو، صدر کی رائے فیصلہ کن ہو سکتی ہے۔ چونکہ ترکی میں متناسب نمائندگی کا طریقہ رائج ہے۔ یعنی جماعتوں کو ان کے ووٹوں کی نسبت سے نشستیں حاصل ہوتی ہیں، اس لئے ترکی میں ایسے حالات اکثر پیدا ہوتے رہیں گے۔ خاص طور پر موجودہ دور میں جب لادینی (سیکولر) نظریات پر یقین رکھنے والا تعلیم یافتہ طبقہ حکمران طبقہ سے مختلف نظریات اور جدا راستہ اختیار کر رہا ہے۔ سیاسی بحران کے موقع پر صدر کو نئے انتخابات کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہونے کی وجہ سے اُس کی کلیدی حیثیت اور مضبوط ہو گئی ہے۔ اگرچہ اس اختیار کو متعدد شرائط سے مشروط اور محدود کر دیا گیا ہے۔ مثلاً نئے انتخاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اٹھارہ مہینے کے اندر اندر کابینہ دو مرتبہ تبدیل ہو چکی ہو اور اس کے خلاف تیسری بار عدم اعتماد کا ووٹ منظور ہو چکا ہو۔ اور یہ کہ نئے انتخاب کی درخواست وزیر اعظم کی جانب سے کی گئی ہو اور صدر دونوں ایوانوں کے چیئرمینوں سے مشورہ کرے۔ پھر بھی ایسی نازک صورتِ حال میں اس کا فیصلہ ہی حرفِ آخر ہوتا ہے۔

دستور کی ایک اور دفعہ کے ذریعہ ایک قومی سلامتی کی کونسل قائم کی گئی ہے۔ اور صدر کو اس کا سربراہ بنایا گیا ہے، اس کی وجہ سے سیاسی بحران کے وقت اس کی پوزیشن اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ قومی سلامتی کی کونسل فوجوں کے نمائندے چیف آف جنرل سٹاف اور دفاع سے متعلق وزرار پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ کونسل کابینہ کو قومی سلامتی اور باہمی رابطہ سے متعلق امور میں مشورے دیتی ہے۔ ترکی کی حکومت کے ڈھانچہ کی یہ جدت ہے۔ اس کی بنیاد گزشتہ دس سال کے تجربات پر ہے۔ اس کے ذریعہ مملکت کی سلامتی پر اثر انداز ہونے والے معاملات میں فوجوں کے کردار کو دستوری شکل دے دی گئی ہے۔

(مسلسل)